اجتماع پنجاب (منعقدہ لاہور) میں اپنے ضلعی ارکان کی تعداد سے ۴ گنا تعداد شرکا دُور دراز کا سفر کر کے لائے تھے۔ انہوں نے نظم کو بہت معیاری حیثیت دے دی تھی۔ یہاں سے واپسی کے بعد وہ حیدر آباد میں ہونے والے اجتماع کے لیے اپنے ساتھ ایک بڑی تعداد لے جانے کی تیاریوں میں تھے کہ دل کا دورہ پڑنے کی وجہ سے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی آغوشِ رحمت میں لے لے اور انہیں شہیدوں کا درجہ عطا کرے۔ آمین۔

انہیں سیاستِ دین لے گئی شہادت تک

آج جب کہ اس ملک کی فضاؤں میں لادینیت کی گھٹائیں اُمڈی ہوئی ہیں اور اہلِ جاہ کی حاکمانہ جبریت اور اہلِ جُرم کی تخریب کاریاں زوروں پر ہیں: نفاذِ شریعت کا محاذ ایک اعلیٰ جرنیل کی خدمات سے محروم ہو گیا۔

یہ تھے مفتی سیاح الدین کاکاخیل رحمہ اللہ تعالیٰ۔

خاندانی تعلق صوبہ سرحد کے بزرگ حضرت رحمکار کاکاخیل سے تھا۔ اس خاندان کا مرکزی مقام قصبہ زیارت کاکا صاحب (نوشہرہ) کے قریب ہے۔ مفتی صاحب کے والد حکیم حافظ محمد سعد گل رحمہ اللہ تعالیٰ بھی جید عالم، حافظ قرآن اور ماہر طبیب تھے۔ مفتی صاحب کے نانا حکیم محمد مظہر صاحب بھی عالم دین اور طبیب تھے۔ والدہ ماجدہ نہایت ذہین و فطین بھی تھیں اور عبادت گزار بھی!

ایسی خاندانی فضا اور ایسے والدین کی تربیت کے فیضان سے وہ مبارک شخصیت نمودار ہوئی جس کی جدائی کا لمحہ اذیت درپیش ہے۔

مفتی صاحب کی عمر بھر کی داستانِ سیاحت بڑی جذبہ پرور ہے۔ پیدائش ۸ راگست ۱۹۱۶ء، ابتدائی تعلیم: مارچ ۱۹۳۰ء۔ درسِ نظامی (گھر پر) جنوری ۱۹۳۴ء۔ دیوبند سے فراغت: اکتوبر ۱۹۳۷ء۔ تدریس و تبلیغ (لشکر درہ) ۱۹۳۸ء۔ تدریس و افتاد (بجیرہ) ۸ رجنوری ۱۹۴۲ء۔ تدریس دیوبند ۱۹۴۳ء۔ تدریس (بہ حیثیت صدر مدرس) اشاعت العلوم فیصل آباد ۳۰ راکتوبر ۱۹۴۶ء۔ افتتاح جمعیت اتحاد العلماء دسمبر ۱۹۶۳ء۔ قومی اسمبلی کے انتخاب میں شرکت ۱۹۷۰ء۔ تحریکِ ختمِ نبوت میں حصہ: ۱۹۷۴ء۔

تحریکِ نظامِ مصطفیٰ کے تحت لانگ مارچ (برائے راولپنڈی) میں شمولیت۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے لیے نامزدگی: یکم ستمبر ۱۹۷۷ء۔ یو کے اسلامک مشن کی دعوت پر انگلستان کا دورہ: ۱۹۸۳ء۔ رابطہ مدارسِ اسلامیہ کی تشکیل اور مفتی صاحب کا انتخاب بحیثیت صدر ۱۹۸۳ء۔ انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز کے تحت مشیر برائے اقتصادیاتِ اسلامی کی حیثیت سے تقرر۔

حج کی سعادت چار مرتبہ نصیب ہوئی (۱) جولائی ۱۹۵۶ء (۲) ۱۹۷۳ء (۳) دسمبر ۱۹۷۶ء (۴) اگست ۱۹۸۳ء۔

۲۳ اپریل ۱۹۸۷ء کو جدہ میں ہونے والی ایک کانفرنس کے لیے جا رہے تھے اور پشاور سے بذریعہ کار روانہ ہوتے ہوئے حسن ابدال کے پاس حادثہ میں جان جانِ آفرین کو سپرد کر دی۔ آپ کے واحد قابل فرزند بھی ساتھ ہی شہادت پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم بزرگ کا یہ کارنامہ دنیا میں یاد رہے گا۔ اور آخرت میں ثمرۂ عظیم کا باعث کہ آپ نے اسلامی نظریاتی کونسل کے کام میں بھرپور حصہ لیا اور رفقائے ادارہ کے تعاون سے نافذ شدہ غیر اسلامی قوانین کے بیشتر حصے کے خلافِ شریعت پہلوؤں کی نشان دہی کی اور ان کے مسودات صحیح صورت میں مدون کر دیے۔ آج اگر حکمران قوت چاہے تو قوانین کے سارے ڈھانچے کو بدلنے کے لیے پورا مواد تیار رکھا ہے۔

مفتی صاحب نہ صرف دینی علوم کے ماہر تھے، بلکہ جدید ذہن کے اشکالات کو بھی سمجھتے تھے اور جدید دور کے مسائل سے بھی آگاہ تھے۔ اساسی روایات اور معاملاتِ اجماع کے تحفظ کے ساتھ اجتہادی طرزِ فکر سے کام لیتے تھے۔ خاص خوبی یہ تھی کہ دین میں طرح طرح کے نکتے چھانٹنے والے جوشیلے مخالفین اور فرقہ وارانہ بحثیں اٹھانے والوں کو بہت دھیمے انداز میں اور بہت اختصار سے سوچنے کے صحیح رخ پر متوجہ کر دیتے، بلکہ بسا اوقات مخالف کے دل سے اچھی بات اخذ کر لیتے۔ اپنی اسی خاص صلاحیت کی وجہ سے کئی اہم قانونی و شرعی مسائل پر اسلامی نظریاتی کونسل میں اندرونی طور پر اتحاد ہو جاتا رہا اور ایوانِ صدر اور وزراء اور بیوروکریسی کے اساطین کو بھی مفتی صاحب نے ہموار کر دکھایا یا کسی گوشے سے ہونے والی مخالفت کا زور توڑ دیا۔

اللہ تعالیٰ جدا ہونے والی روح کو اپنی خاص رحمتوں سے نوازے، ان کے صاحبزادے کی